

27173 - شاد#1740; شاد#1740; ک#1740; تو گھر والے مخالفت کرتے

شاد#1740; ن

سوال

میں ایک مسلمان شخص ہوں اور اپنے گھروالوں کی موافقت کے بغیر چار بچوں کی ماں سے شادی کرنے کے بعد سعادت کی زندگی بسر کر رہا ہوں ، ہم قرآن مجید کی تلاوت اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں ، اس عورت سے شادی کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس کے بچوں کی تربیت ہو اور اس کی زندگی میں اس کا تعاون کروں ۔

میرے والدین کا اس شادی سے انکار کا سبب یہ ہے کہ میں کسی دوسرے شخص کا بوجھ کیوں اٹھا رہا ہوں ، یہ اس کے علاوہ ہے جو ذلت انہیں اپنے عزیز واقارب سے حاصل ہوگی ۔ میں نے انہیں مندرجہ ذیل باتیں کہیں :

میں اس ذمہ داری کو اٹھانے پر خوش ہوں اور سعادت مندی محسوس کرتا ہوں ، اور پھر یہ بھی ہے کہ میں اپنی طاقت سے زیادہ اپنے آپ کو تکلیف نہیں دیتا ۔

میں اس عورت جسے مالی اور نفسیاتی اور صحت کی مشکلات کا سامنا ہے کا تعاون کیوں نہ کروں اور اسے ایک نئی زندگی کیوں نہ دوں ، میرے عزیز واقارب صرف بیوی کے حسن و جمال اور خوبصورتی اور اس کے مال و دولت کو اہمیت دیتے ہیں انہیں دین کا کوئی فکر نہیں ۔

ہر قسم کی وضاحت کرنے کے باوجود انہوں نے میری اس شادی کی مخالفت کی لیکن اس کے باوجود میں نے یہ شادی کر لی اور اب میں ہنسی خوشی اور سعادت کی زندگی بسر کر رہا ہوں ، اور ہر وقت توبہ کرتا رہتا ہوں کہ میں نے اپنے والدین سے سختی کا مظاہرہ کیا ۔

میں نے ایک مولانا صاحب کو یہ کہتے ہوئے سنا : کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہیں " (میرے خیال میں ایسے ہی سنا ہے) میں گناہ محسوس کرتا ہوں اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ مجھے بتائیں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول :

آپ نے جو کچھ ایک مشکل میں پھنسی ہوئی بچوں والی عورت سے شادی کر کے کام کیا ہے وہ بہت اچھا اور قابل تحسین ہے اس پر آپ کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا ، اور پھر خاص کر جب وہ عورت دین والی بھی ہے جیسا کہ آپ کے سوال سے ظاہر ہو رہا ہے ۔

شریعت اسلامیہ نے دین والی عورت سے شادی کرنے کی رغبت دلائی ہے کیونکہ وہ اس کے لیے ایک اچھی بیوی ثابت ہوگی ، اپنے آپ کی بھی اور اپنے خاوند کی بھی حفاظت کرے گی اور اولاد کی بھی اس طرح تربیت کرے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے ۔

اپنے خاوند کی نافرمان نہیں ہو گی بلکہ اس کی اطاعت کرے گی ، شریعت اسلامیہ میں کنواری لڑکی سے شادی کرنا شادی شدہ کے مقابلہ میں افضل اور مستحب ہے ، لیکن بعض اوقات شادی شدہ کنواری سے بھی افضل اور بہتر ہوتی ہے مثلاً جب اس سے شادی کرنے میں کوئی مصلحت ہو جو کنواری سے شادی کرنے میں نہ پائی جائے ، یا پھر شادی شدہ دینی اور اخلاقی طور پر کنواری سے بہتر ہو ۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پوچھا اے جابر کیا تونے نکاح کر لیا ہے ؟ میں نے جواب میں عرض کیا جی ہاں نکاح کر لیا ہے ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کنواری سے یا شادی شدہ سے ؟

میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم شادی شدہ سے نکاح کیا ہے ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے : کنواری لڑکی سے کیوں نہیں کیا تو اس سے خوش طبعی کرتا وہ تجھے کھلاتی ، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا :

میرے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے اور اپنے پیچھے نو بیٹیاں چھوڑیں ، میں نے یہ ناپسند کیا کہ میں انہی جیسی ہم عمر لڑکی ان کے پاس گھر میں لے آؤں ، اس لیے مجھے یہ پسند آیا کہ میں ایسی عورت لاؤں کوان کی تربیت کرے اور ان کا خیال رکھے اور اصلاح کرے ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے : اللہ تعالیٰ آپ کے لیے برکت پیدا کرے یا پھر مجھے خیرو بھلائی کی دعا کی ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (4052) صحیح مسلم حدیث نمبر (715)

اور ایک روایت میں ہے کہ : تو نے اچھا کیا ہے ۔

اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ : آپ نے اچھا کیا ہے ، عورت یا تو اپنے دین اور مال اور خوبصورتی و جمال کی بنا پر نکاحی جاتی ہے ، تیر ہاتھ خاک میں ملیں دین والی کو اختیار کر ۔

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ نیل الاوطار میں کہتے ہیں :

اس میں کنواری لڑکیوں سے نکاح کرنے کے استحباب کی دلیل پائی جاتی ہے ، لیکن اگر شادی شدہ سے نکاح کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئے تو پھر کنواری سے نہیں بلکہ شادی شدہ سے جس طرح کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا ۔ اھ دیکھیں نیل الاوطار للشوکانی (6 / 126) ۔

امام سندی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

فذاک : اس کا معنی یہ ہے کہ تو نے جو شادی شدہ عورت سے شادی کی وہ بہتر اور اچھا کیا ہے ۔ ا ہ

تو آپ نے بھی اس شادی شدہ بچوں والی عورت سے شادی کر کے ایک اچھا اور بہتر کام کیا ہے اب اس کے بعد لوگوں کی باتوں سے آپ کو کوئی نقصان نہیں ، آپ نے بھی وہی کام کیا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا ، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ازواج مطہرات بھی کنواری نہیں بلکہ پہلے سے شادی شدہ تھیں ۔

آپ کی شادی میں آپ کے گھر والوں کی رضامندی اور موافقت شرط نہیں ، اور خاص کر جب ان کی مخالفت اس وجہ سے ہو جو کہ آپ نے بیان کی ہے ، اس مسئلہ کے بارہ میں شیخ عبداللہ بن حمید کا فتویٰ سوال نمبر (20152) کے جواب میں بیان کیا جا چکا ہے آپ کے لیے اس کا مطالعہ کرنا بہت ہی اہم ہے ۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ پر یہ ضروری ہے کہ آپ نے اپنے والدین کے ساتھ جو سختی کی ہے اس کی اسفغان کریں اور ان سے معافی طلب کریں ، آپ پر واجب ہے کہ آپ اپنے والدین کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کریں اور انہیں راضی کرنے کی کوشش کریں ، اور ان کے ساتھ اگر ضرورت پیش آئے تو اچھے اور احسن انداز سے بات چیت کریں تا کہ وہ مطمئن ہو سکیں ۔

اس سے آپ دو چیزوں کو جمع کر لیں گے ایک تو آپ اپنی رغبت اور مرضی کی شادی اور دوسری اپنے والدین کی رضا جو کہ اہم بھی ہے ۔

دوم :

وہ حدیث جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ : (جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے) یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ۔

ابن عباس اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں سے یہ حدیث وارد ہے ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب " الکامل " میں ذکر کرنے کے بعد کہا کہ ہے کہ یہ حدیث منکر ہے ۔ دیکھیں : الکامل لابن عدی (6 / 347) ۔

اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کی ہے اور یہ بھی ضعیف ہے ۔

عجلونی کا کہنا ہے کہ : اس باب میں ایک حدیث اور بھی ہے جسے خطیب نے اپنی جامع میں اور قضاعی نے اپنی مسند میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ " جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے " اس کی

سند میں منصور بن المهاجر ، اور ابو النضر الاباردونوں ہی غیر معروف راوی ہیں ۔

اور اسے خطیب نے بھی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر کیا اور اسے ضعیف قرار دیا ہے ۔ دیکھیں : کشف الخفاء (1 / 401) ۔

اور شیخ علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ ابن عباس کی روایت کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ روایت موضوع ہے ، اور پھر کہتے ہیں :

اس سے ہمیں حدیث معاویہ بن جہمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستغنی کردیتی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انہیں کہنے لگا کہ میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں اور آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں ، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے : کیا تیری والدہ ہے ؟ میں نے جواب دیا جی ہاں ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے : اس کی خدمت کرو کیونکہ جنت اسے کی ٹانگوں کے نیچے ہے ۔

سنن نسائی (2 / 54) وغیرہ نے روایت کیا ہے مثلاً طبرانی (1 / 225 / 2) ان شاء اللہ اس کی سند حسن ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیں مستدرک الحاکم (4 / 151) ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی موافقت کی ہے اور امام منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی صحت برقرار رکھی ہے (3 / 214) دیکھیں السلسلة الصحيحة للالبانی (593) ۔

واللہ اعلم ۔